حکیم راحت سعید خان نسیم (سوہدری)

شورش کاشمیری مرحوم

برِصغیر پاک و ہند کی جدوجہد آزادی کے قافلے کے آخری راہرو آغا عبدالکریم شورش کاشمیری کی موت ایک قومی المیہ سے کم نہیں آغا شورش کی موت سے علم وادب شعر و سخن، سیاست و صحافت اور فنِ خطابت و فراست میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ شاید اب کبھی پُر نہ ہو سکے۔ شورش مرحوم بیک وقت ایک معجز نگار صاحب طرز ادیب۔ قادر الکلام شاعر۔ نڈر صحافی۔ شعلہ بیان خطیب۔ عوامی رہنما اور شمع ختم نبوت کے پروانہ جاں نثار تھے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ آغا شورش علم و ادب میں مولانا ابوالکلام آزاد صحافت اور اسلوب فن میں مولینا محمد علی جوہر خطابت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ۔ قیادت فراست میں چودھری افضل حق احرار۔ قادر الکلامی شاعری اور عشق رسولؐ میں مولینا ظفر علی خانؒ کی روایات کے امین ثابت ہوئے اور مرتے دم تک ان روایات کو خوب نبھایا آہ! آغا شورش کی موت سے اتنی جامع خصوصیات اور اتنے بزرگوں کی روایات کا امین ہم سے چھن گیا۔

آغا شورش کے متعلق مولانا ظفر علی خانؒ نے فرمایا تھا۔

شورش سے میرا رشتہ ہے اور وہ ازلی ہے
میں وقت کا رستم ہوں تو یہ ثانی سہراب

شورش مرحوم مولینا ظفر علی خانؒ کے صحیح معنوی جانشین ثابت ہوئے شورش پہ مولانا مرحوم کی گہری چھاپ تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام عمر صعوبتیں برداشت

کبیں مگر ظالموں اور فرنگی کے سامنے سرنگوں نہ ہوئے۔

آغا شورش مرحوم نے ان دو باتوں کو زندگی کا نصب العین بنایا

(۱) تحریک آزادی وطن یعنی فرنگی سامراج سے چھٹکارا

(۲) قادیانی امت کا محاسبہ اور اقلیت قرار دلوانا۔

مرحوم کی یہ خوش قسمتی تھی کہ دونوں مقصد زندگی ہی میں پورے ہو گئے۔ آزادئ وطن کے لیے فرنگی سامراج کے خلاف مرحوم کی جدوجہد ہماری ملی تاریخ کا ایک زریں باب ہے اور اس سلسلے میں جن مصائب و آلام کا شکار ہونا پڑا اس کی ایک تصویر مرحوم کی کتاب "پس دیوار زنداں" میں موجود ہے جسے پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں آزادئ وطن کے لیے کن کن کٹھن مراحل سے گذرنا پڑا اور آزادی کتنی بڑی نعمت ہے یہی وجہ ہے کہ آغا مرحوم اپنے جریدہ فریدہ ہفت روزہ "چٹان" جو اپنی حیثیت کا ایک منفرد ہفت روزہ تھا میں آزادئ وطن کی تحریک میں حصہ لینے والے قائدین کا کس عقیدت و احترام سے ذکر کرتے تھے اور کس انداز سے اہمیت دے کر عوام میں ان کو اور ان کے کارہائے نمایاں کو روشناس کراتے۔ اور بقول علامہ ظہیر صاحب امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کو جس زمانے میں گالی دینا فیشن تصور کیا جاتا تھا اس زمانے میں بھی آپ "ابوالکلامی" ہونے پر فخر کرتے آپ نے مولانا آزاد پر ایک جامع تصنیف تحریر فرمائی افسوس کہ وہ مرحوم کی زندگی میں شائع نہ ہو سکی بہرحال یقیناً یہ تصنیف کم از کم پاکستان میں مولانا آزاد پر حرف آخر ہو گی۔

جب بھی کسی نے کوئی تاریخی واقعہ غلط تحریر کیا تو فوراً ٹوکتے اور حقیقت حال کی وضاحت کرتے تاریخی سرگذشتیں اور تحریک استخلاص وطن کی داستان کو اہمیت سے شائع کرنا "چٹان" کا امتیازی وصف تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت اور قادیانی اُمت کو بے نقاب کرنے میں آپ کا سب سے زیادہ حصہ ہے عالم اسلام اور ملت اسلامیہ پاکستان کو ان کے ناپاک عزائم سرگرمیوں، ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا پردہ چاک کرنے کے لیے قادیانی محاسبہ کمیٹی بنائی ہوئی تھی کمیٹی نے اور آغا مرحوم نے اس سلسلہ میں جو کردار ادا کیا ہے وہ تحریک ختم نبوت کا ایک اہم باب ہیں یہ آغا صاحب ہی تھے جنھوں نے عشق محمدؐ کے مقابلے میں تاج و تخت کو جوتی کی نوک پر رکھا اور جان

کی بازی لگا دی۔ کیونکہ وہ مرزا غلام احمد کی جعلی نبوت کو انگریز کا خود کاشتہ پودا اور ملت اسلامیہ کے لیے ناسور سمجھتے۔ اسی سلسلے میں کئی کتابچے بھی تحریر کیے اور جب قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا تو ایک کتاب بعنوان تحریک ختم نبوت تصنیف فرمائی جس میں اس امت کے خدوخال اور احتساب فتنہ قادیانیت کی مکمل داستان ہے افسوس کہ یہ مرحوم کی زندگی میں چھپ نہ سکی تاہم چند روز تک چھپ جائے گی۔

قیام پاکستان کے بعد باقاعدہ سیاست میں تو حصہ کبھی نہ لیا تاہم جب بھی ظلم دیکھا یا قوم کے خلاف سازش ہوئی تو سینہ سپر ہو کر میدان عمل میں آجاتے ایوبی آمریت کے خلاف جب بڑے بڑے مہر بلب ہو چکے تھے اور ان کی زبانیں گنگ ہو چکی تھیں تو آمریت کے ان گھٹا ٹوپ اندھیروں میں جو لوگ شمع جمہوریت لے کر چلے ان میں مرحوم سر فہرست ہیں قید و بند کی صعوبتیں انہیں کبھی ڈگمگا نہ سکیں بلکہ ہمیشہ پختہ عزم ہو کر آتے ان کی حق گوئی و بے باکی کا اظہار سب حلقے کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج آغا مرحوم اس دنیا سے فانی میں موجود نہیں تو وہ صحافی اور اخبار جو ان کا نام لکھنا جرم سمجھتے تھے ان کی یاد میں صفحے کے صفحے ان کی داستانوں سے بھرے پڑے ہیں

مجھے آج سے دو سال قبل کا وہ جلسہ یاد آرہا ہے جو اخبار مارکیٹ میں بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان رح کی یاد میں منعقد ہوا تھا، اور اس جلسے کے مہمان خصوصی اس وقت کے وزیر ٹرانسپورٹ و خزانہ جناب حنیف رامے صاحب اپنی صدارتی تقریر میں کہہ رہے تھے کہ جہاں آج مجھے مولانا ظفر علی خان رح کو خراج عقیدت پیش کرنا ہے وہاں شورش کاشمیری کو بھی خراج تحسین پیش کرنا ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ وہ آج کے دور میں مولانا ظفر علی خان رح کی روایات کا جانشین ہے اور صحیح ثانی ہے گو وہ آج میری مخالف صفوں میں ہے اور ہماری اس عوامی تحریک سے وقت کی عدم پہچان سے کٹ گیا ہے" یہ ہے ان کی عظمت کا ثبوت، کہ ان کے مخالف بھی ان کی حق گوئی و بے باکی کا اعتراف کرتے ہیں شورش مرحوم کا علم وادب۔ صحافت۔ شعر و سخن۔ خطابت اور قیادت میں اپنا ایک خاص مقام تھا جس میں کوئی ان کا ہم مقام نہ تھا، جس جلسے میں جاتے اس جلسے کے روح رواں

ہوتے وہاں کسی کا چراغ جلنا مشکل ہو جاتا یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ ان کا خطاب سب سے بعد میں رکھا جاتا۔ ان کا نام جلسے کو کامیاب ہونے کی ضمانت ہوتا۔ اور جس جلسے سے خطاب کرتے سامعین کے دلوں میں گھر کر جاتے سیاسی نقطۂ نظر سے قطع نظر مشاہیر ملت سے ہمیشہ اچھے تعلقات رہے جہاں ایک طرف مولانا مودودی سے ان کے مراسم تھے وہاں دوسری طرف غفار خان اور ولی خان، جہاں کوثر نیازی صاحب سے دوستی تھی وہاں علامہ احسان الٰہی ظہیر اور سید مظفر علی شمسی سے بھی گہرے تعلقات تھے۔

ان کی عظمت و مراتبت کا اندازہ نامور دانشور جناب پروفیسر رشید احمد صاحب صدیقی آف علی گڑھ نے کیا ہے کہ "پنجاب نے صرف اقبال و ظفر علی خان ہی نہیں بلکہ شورش کو بھی پیدا کیا ہے"۔ اس سے ان کی عظمت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے گو آغا مرحوم نے علامہ اقبالؒ سے براہ راست فیض حاصل نہیں کیا تاہم ان کے افکار سے بہت متاثر تھے اور ان کے فدائی تمام عمر فکر اقبال کی اشاعت کے لئے مجلس اقبال سے وابستہ رہے اور اپنے آخری تحریر کردہ اشعار میں ایک جگہ رقم طراز ہیں:۔

؎ شاعرِ مشرق کا میں ہوں پیروکار
یورپی افکار سے ڈرتا نہیں!

علامہ اقبال مرحوم اور قائد اعظم کے قریبی ساتھیوں کو ہمیشہ اس امر کا شدت سے احساس دلاتے رہے کہ ان قائدین کی جامع سوانح عمریوں کے لئے اپنی معلومات کے مطابق کچھ لکھیں اور تاریخ کا قرضہ چکائیں۔ مرحوم نے زندگی میں تقریباً ایک درجن سے زائد کتب تصنیف و تالیف فرمائیں جن میں تین اشعار کے مجموعے اور باقی میں "موت سے واپسی" "بوئے گل نالۂ دل دودِ چراغ محفل" "تمغۂ خدمت" قابل ذکر ہیں۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے بتائے ہوئے اصولوں پر زندگی گذارنے کا عہد کریں زندہ قومیں اپنے مشاہیر کی زندگی کو اپنا نصب العین سمجھتی رہیں۔ ؎

ایک روشن دماغ تھا نہ رہا
ملک میں اک چراغ تھا نہ رہا

(باقی صفحہ ۳۲ پر)